

الفضل

ربوہ

تاریخہ، طبعی الفضل
فی پختہ آباد

روزنامہ
عید الاضحی

یوم یکشنبہ * ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۳ * ۳۱۳۳۳۳۳۳ * ۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء * نمبر ۱۸۱



حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ علاج کے بعد ارجون شہ کو نیویارک سویٹزر لینڈ سے روانہ ہو رہے ہیں۔ حضور کے پیچھے جو عمری عمر لطف اللہ خالص اور صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منوہار صاحب ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سویٹزر لینڈ میں



مورخہ ۵ جون ۱۹۵۵ء کو سویٹزر لینڈ کی جماعت کی طرف سے حضور کے اعزاز میں اوداعی دعوت کے موقعہ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر
مالٹا کے ایک انجینئر کا قبول اسلام
۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء کو مالٹا کے ایک انجینئر نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا ہے۔ الحمد للہ
تاریخہ درج ذیل ہے :-
دن ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء بمقام منٹ شیب
مالٹا کے ایک انجینئر نے جو لندن میں مقیم ہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا ہے۔
اس طرح مالٹا میں جماعت احمدیہ کی بنیاد قائم ہو چکی ہے۔ الحمد للہ (پرائیوٹ سکرٹری)



۱۰ جون ۱۹۵۵ء کو حضور سویٹزر لینڈ کے سب سے بااثر اخبار
NEUE ZURCHER ZEITUNG کے مدیر ڈاکٹر DR. STREIFF سے گفتگو فرماتے ہیں۔

قاریین الفضیل
سی
خدمت میں
عید مبارک



یکونین سٹریٹ علی زوریچہ وہ مکان جس میں حضور
سویٹزر لینڈ میں قیام فرماتے ہیں

تریاق اٹھرا - حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں فی شیشی ۲/۸ روپے دو آخانہ نور الدین - جو مال بیٹنگ لاہور

اجتہاد جماعت کے نام عیسیٰ کا پیغام

اپنے اندر حقیقی قربانی کی روح پیکر آ کر

چونکہ میں آجکل اعلیٰ تکلیف کی وجہ سے جوان ایام میں خدمت اختیار کر چکا ہوں۔ غالباً عید کی شرکت سے محروم رہوں گا۔ اس لئے ان چند سطروں کے ذریعہ دوستوں کو عید مبارک کا پیغام بھیجنا چاہتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس عید کو اوروں کے بعد آنے والی عیدوں کو اسلام کے لئے اور اجماعت کے لئے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایہہ اللہ بنصرہ العزیز کے لئے اور تمام جماعت کے لئے ہر جہت سے مبارک اور شرف ترات مسترزے اسین یا رحمہ المرحامین مینا کہ دوستوں کو سلام ہے اسلام میں تین عیدیں مقرر کی گئی ہیں۔ جو سب کی سب اسلام کی خاص مبارکیت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پہلی عید جس کی عید ہے۔ جو عتباتہ نمازوں کی مخصوص عبادت کے نتیجہ میں ہر ہفتہ میں چکر لگاتی ہے اور ہر سال کے دلوں میں یہ یاد زندہ رکھتی ہے کہ خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنا اور اس کے ذکر سے اپنی روح اور اپنے دل و دماغ کو تروتازہ رکھنا۔ ان کا فرض اولین ہے۔ دوسری عید عید العظمت ہے۔ جو روزوں کی مبارک عبادت کے بعد آتی ہے۔ اور مسلمانوں کو صراطِ نفس اور ہمدردی خلق اللہ کا عظیم الشان سبق دیتی ہے۔ اور تیسری عید عید الاخیار ہے۔ جو حج کی مخصوص عبادت کے ساتھ وابستہ ہے اور مسلمانوں میں قربانی کی روح کو زندہ رکھنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ یہ وہی عید ہے جو آج دنیا بھر کے مسلمان اپنی اپنی جگہ منا رہے ہیں۔

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب المہر اے حال تعیم لاہور

اپنی زندگی کے سہارے اور اپنی تسلی کے بقاء کے ذریعہ کو قربان گاہ پر چڑھا دیا اور اس کے بعد ہمیں عید کی تکمیل خدینا کا سبب جمع ہونے کے الہی وعدہ کے مطابق ہمارے آقا سرور کائنات حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود یا جو میں آکر اپنے مزاج کو پہنچا۔ جب کہ آپ نے عجم قربانی جنک اپنے ہر قول اور ہر فعل اور اپنی زندگی کی ہر حرکت اور ہر کون اور اپنی وفات تک کے ہر لمحہ کو خدا کے حضور واپسی قربانی پر پیش کر دیا۔ یہی وہ عظیم الشان مقام ہے جس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ تسلی اتق صلواتی و تسلی و حیجابی و مماتی اللہ رب العالمین یعنی اے رسول تو دنیا سے کہہ دے کہ میری ہر قول عبادت اور میری ہر فعل عبادت اور میری زندگی کی ہر گھڑی بیکو میری موت تک ہر ساعت خداوند عالم کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ ہر طرح جہاں حضرت ابراہیم نے اپنے اس پیشگی قربانی پیش کی تھی۔ جو رسول اللہ کا باپ بیٹے والا تھا۔ وہاں خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قربانی کو مزاج تک پہنچا کر اپنی جان اور اپنے جسم و روح کی ہر طاقت خدا کے قدموں میں ڈال دی۔ عید الاضحیٰ کی مادی قربانیاں انہی دو عظیم الشان روحانی قربانیوں کی یادیں مقرر کی گئی ہیں۔ تا مسلمانوں کے دلوں میں اس سبق کو بار بار یاد رکھنا کہ اسے کجا جانے کہ جو قوم دولت کا آغاز ان بھاری قربانیوں سے ہوا ہے۔

وگ ہیں جو ہر اس نعمت اور ہر اس طاقت سے جو ہم نے انہیں مادی یا روحانی رزق کے طور پر عطا کی ہے۔ خدا کے راستہ میں بے دریغ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ وہ اپنا مال ہی خدا کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مال خدا کا دیا ہوا رزق ہے۔ وہ اپنا وقت بھی خدا کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی زندگی کی ہر گھڑی خدا کا رزق ہے وہ اپنا علم بھی خدا کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا دیا ہوا رزق ہے۔ وہ اپنے جسم و روح اور دل و دماغ کی طاقتیں بھی خدا کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں کیونکہ انسان جسم و روح کی ہر طاقت خدا کا رزق ہے۔ اور پھر وہ اپنی اولاد کو بھی اچھی تربیت کے ذریعہ نبی کے راستہ پر ڈال دیتے ہیں۔ کیونکہ اولاد بھی خدا کا دیا ہوا رزق ہے۔ اور اس طرح قربانی کا ایک دہمی اور ادا تھا ہی سلسلہ قائم رہتا ہے۔

اب ان آیات کے پیش نظر ہر احمدی کہلانے والے کا فرض ہے، کہ وہ اپنی زندگی کا جائزہ لے کر خود کرے۔ کہ کیا وہ قرآنی حکم کے مطابق امت محمدیہ کا فریضہ کرنے کے لحاظ سے ایسی قربانی پیش کر رہا ہے۔ جس کا اس سے مطالبہ کیا گیا ہے؟ چند دینیے والے احمدی تو بے شک بہت ہوں گے۔ گو اس عید میں بھی سستی کرنے والوں کی کمی نہیں۔ مگر کیا ہر احمدی اپنے نفس کا محاسبہ کر کے یہ دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ اس کا ہر قول اور ہر فعل اور اس کی زندگی کی ہر ساعت خدا کے لئے ہے؟ یا کم از کم یہ کہ اس کی زندگی کے ہر شہرہ میں اور اس کے مادی اور روحانی رزق کے ہر مہدان میں خدا کا حصہ ہے؟ بے شک اسلام جائزہ طور پر دنیا کا نئے اور دنیا میں ترقی حاصل کرنے اور دنیاوی امور میں حصہ لینے سے نہیں روکتا۔ بلکہ دنیا کی سائنس اور اصلاح اور ترقی ترقی کی غرض سے ان کاموں میں حصہ لینے کو بھی موجب ثواب گردانتا ہے۔ مگر کیا ہر احمدی کا دل اس محاسبہ پر تسلی پاتا

ہے۔ کہ وہ خدا کی مشا کے مطابق اپنے مال کا راجہ حصہ دین کے لئے خرچ کر رہا ہے؟ کیا وہ اپنے وقت کا مناسب حصہ دین کی خدمت میں لگا رہا ہے؟ کیا وہ اپنے خداداد علم کو خدا کے راستہ میں خرچ کر رہا ہے؟ کیا وہ اپنے دل و دماغ کی طاقتوں میں سے خدا کا حصہ نکال رہا ہے۔ اور کیا اس نے اپنی اولاد کو بھی اچھی تربیت کے ذریعہ اپنے راستہ پر ڈال دیا ہے۔ کہ اس کی نسل دائمی قربانی کی وارث بن جائے؟ اگر یہ نہیں تو ہمارا امت رسول میں ہونے کا دعویٰ کیا نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ اس صورت میں ہمیں حقیقی رنگ میں عید منانے کا بھی حق نہیں۔ پس آؤ ہم آج کے مبارک دن جو ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جد امجد کے مقدس قربانیوں کی یادگار ہے۔ خدا سے عہد کریں۔ کہ جس طرح ہم آج ظاہری عید منانے کے لئے جانوروں کی قربانی دے رہے ہیں۔ اسی طرح ایک دن سے بہت بڑھ چڑھ کر ہم قربانی کی حقیقی روح کو بھی اپنے دلوں میں ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ ہم اپنے مال اور اپنے وقت اور اپنے علم اور اپنے دل و دماغ کی ہر طاقت میں سے خدا کا حصہ نکالیں گے۔ اور ہر دینی اور قوی امتحان کے وقت ہماری روح ایسے جوش اور دلاور کے ساتھ لیک لیک کہتی ہوئی اٹھے گی۔ جو ہمارے آقا سرور کائنات کی مقدس روح کو خوش کرنے والا اور خدا کے حضور ہماری سرخروئی کا موجب ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا تو ہمیں اس پاک عبادت میں شامل فرما۔ جس سے اپنے عید الشان قربانی کا وجہ سے رضی اللہ عنہم ورضوانہ کا انعام پایا۔ آمین۔ اللہم آمین۔

یاد آفرین دوستوں کو اپنی وہ اپیل پیر یاد دلاؤ۔ جو حال ہی میں نے اسلام کی ترقی اور اس زمانہ میں اسلام کے عالی مرتبت علمدار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اور درازی عمر کی دعاؤں کے مشفق کے ہے۔ اس وقت اسلام ایک خاص دور میں سے گذر رہا ہے۔ اور خدائی فرشتوں کی محنت و نوح مادی دنیا کے پرستاروں کو کہنے کہینے کر اسلام کا پاکیزہ روحانی فضا کی طرف لاری ہے۔ اور زمین و آسمان میں ایک عبادی تغیر کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ ایسے وقت میں ہماری دعاؤں کو یا صفت کے اجر کا پیش حصہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

بمقت این اجر نصرت را دیندا انی نور قضاے آسمان است اس بہر خاطر دیندا

بمقت این اجر نصرت را دیندا انی نور قضاے آسمان است اس بہر خاطر دیندا

بغیر درد کے نکلوانے یا دانوں کے دیگر امراض کے متعلق صحیح مشورہ حاصل کرنے کے لئے ہمارے مجزیہ سے فارغ ہو جائیں

ڈاکٹر شریف احمد وندان ساہیوٹ

روزنامہ الفضل

روز ۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء

تربیاتی

سب جانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا عید الحج سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے ذریعہ سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے تعلق رکھتے ہیں۔ جو انہوں نے دین کے لئے کیا۔ یہ عید عیساکہ اسکے ایک نام سے ظاہر ہے حج کے دوسرے دن اور عیساکہ اس کے دوسرے نام کے ظاہر ہے۔ اس عید میں قربانیوں کی جاتی ہیں۔ اس کو بڑا عید اس کی اہمیت کے پیش نظر کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جناب میں اور خواجہ برصیر کے دوسرے علاقوں میں بھی جہاں اردو زبان بولی جاتی ہے۔ عام طور پر اس کو بڑی عید ہی کہا جاتا ہے۔ البتہ محرم میں اور اہل علم کی زبانوں پر اس کو دوسرے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے۔ اور ہر مسلمان کے لئے جو استطاعت رکھتا ہے چند شرائط کے ساتھ یہ عید ہی فرض ہے۔ جیسا کہ نماز روزہ۔ زکوٰۃ اور کھلے طیبہ کا اقرار۔ جو مسلمان یہ پانچ ارکان ادا کرتا ہے۔ یعنی کھلے طیبہ لالہ اللہ اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے۔ اور دل سے اس پر ایمان رکھتا ہے۔ نماز پانچ وقتہ قائم کرتا ہے۔ ماہِ حرام میں روزے رکھتا ہے۔ اور صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دیتا ہے۔ حج کرنا ہی دراصل صحیح مسلمان ہونے کا حق ہے۔ ورنہ اہل کفر کو یہ صورت چاہی ہے۔ کہ اکثر مسلمان بھلائے والے ان باپوں خزانوں میں سے کوئی بھی ادا نہیں کر سکتے۔ فرشتہ عزری یا قاری نام کی وجہ سے ہی مسلمان بھلائے ہیں۔

نیران کو تو چھوڑیے جو لوگ پانچ ارکان کی کسی حد تک یا بندی ہی کرتے ہیں۔ ان کو سب تک اسلام کا کچھ نہ کچھ خیال ہوتا ہے۔ مگر ان میں سے بھی اکثر ایسے ہیں جو صرف فقہتہ کرائے قربانی دینے اور اگر وہ یہ ہو تو حج کرنے ہی کو سارا اسلام سمجھتے ہیں۔ وہ اہل ایسے لوگ اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ محض مسلمانوں میں پیدا ہونے کی وجہ سے چند ظاہری رسومات کو اختیار

کئے رکھتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں شمار ہوجاتے ہیں ورنہ انہیں حقیقی اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ نہ اسلام کی حقیقت کو جانتے ہیں۔ اور نہ ان رسومات کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ جن کی ادائیگی کے وہ اکثر یا بند ہوجاتے ہیں۔

قربانی ہی کو لئے بیچنے۔ آج کل شاید زیادہ تر وہی لوگ قربانی دیتے ہیں جسکے پاس مال تو ہوتا ہے۔ مگر وہ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ وہ کیوں قربانی دے رہے ہیں۔ ان بڑھ لوگوں میں زیادہ تر یہ بات مشہور ہے۔ کہ تیا منت میں بل صراط پر گزرنے کے لئے سواری کے لئے قربانی ذی جاتی ہے یہ تو خیر ان بڑھ لوگوں کا حال ہے۔ بڑھے کچھ عالم بھلائے والے جو لوگ اہلای صحیحین جلا ہے ہیں قربانی کو محض ان کی کھالوں کے لئے ہی زیادہ اہمیت دیتے ہیں چنانچہ ہمارے ہی ملک میں ایک جماعت نے جو اپنے آپ کو اسلامی جماعت کہلاتا ہے۔ اور جس کا دعویٰ ہے کہ وہ امامت دین کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ ایک توہین کے دعوے میں جو اس نے دوسرے علماء کے خلاف کیا ہے۔ یہ بات بھی دعویٰ کے دعوآت میں بھی ہے۔ کہ مخالف فریق نے اسے آئندہ عید قربان پر کھالوں سے محروم کرنے کے لئے اس پر الزامات لگائے ہیں۔

الغرض جبکہ امت مسلمہ میں جو قربانی کی اصل حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ بھلا دم سے کہ بعض لوگ جو یورپ سے متاثر ہو کر محض اقتصادی نقطہ نظر سے لوہے کے عادی ہو چکے ہیں۔ عید قربان پر قربانی کو محض تعین زد مال سمجھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اس روپیہ کو جو قربانیوں پر ارسال خرچ ہوجاتا ہے۔ محسوس قومی روناہ کے کام میں صرف کریں۔ اگر یہ لوگ قربانی کی صحیح غرض کو سمجھتے۔ اور عوام بھی اسکو سمجھتے۔ تو ایسی بات ہرگز نہ ہوتی۔

کفایت شکاری بے شک اچھی چیز ہے اور ایک مسلمان کو غیر ضروری باتوں پر یا محض عیش و عشرت کے لئے اپنی کمائی ضائع نہیں کرنی چاہیے۔ مگر کفایت شکاری کی بھی ایک حد ہے۔

جو چیز قومی روح کو تقویت دینے والی مواد انفرادی ذہانیت کے جذبے کو ابھارنے کے لئے بھی لازمی ہو۔ اس کے خزانہ کے مقابلہ میں چند روپوں کی بیعت کچھ بھانپا سے کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔

ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ سب جانتے ہیں کہ عید قربان کا تعلق سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذہنی قربانیوں کے ساتھ ہے۔ یہ تو درست ہے کہ آپ جس مسلمان سے بھی پوچھیں خواہ وہ لڑکے یا بچے یا عالم ہی کیوں کر یہ ابراہیمی سنت ہے۔ اور اس کا تعلق ان عظیم الشان انبیاء علیہم السلام کی قربانیوں کے ساتھ ہے۔ مگر جو لوگ قربانی دیتے ہیں۔ قربانی دیتے وقت ان کے دلوں میں یہ بات

نہیں ہوتی۔ بلکہ اور یہ باتیں ہوتی ہیں جن کا تعلق اسکے ساتھ نہیں ہوتا۔ اسی ایک بات نے ہماری قربانیوں کو جو عید الاضحیہ کے دن دیتے ہیں بے اثر اور بے وقعت کر کے رکھ دیا ہوا ہے۔

قربانی دیتے وقت چنانچہ ہمارے دل قربانی کی اصل حقیقت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے۔ اگرچہ ہمیں اس کا کوئی تاثر نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس لئے قرآن کریم میں اس بارہ میں صاف صاف صحابہ۔

لین ینال، اللہ لحو ما ولا ولا ما وھا
دلکن ینالہ التوقی منکھ
یہاں تھوٹے کے لئے ہیں کہ جس حقیقی غرض کے لئے قربانی کی عبادت مقرر ہوئی ہے اس غرض کو پیش نظر رکھا جائے۔

عید الاضحیہ کے ضروری مسائل

(۱) عید الاضحیہ کے لئے جانے والے وقت پر تیسری گنا مسنون ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔

(۲) مسلمان عورتوں کو بھی عید گاہ میں جا کر نماز میں شرکت کرنی چاہیے۔ حتیٰ کہ جو نماز میں شرکت نہ ہو سکیں۔ انہیں بھی جانا چاہیے۔

(۳) احادیث سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک عید الاضحیہ کی نماز ادا نہ فرماتے۔ کچھ تامل نہ فرمایا کرتے۔

(۴) عید الفطر کی نسبت عید الاضحیہ جلدی جی جاتی چاہیے۔ کیونکہ اس کے بعد قربانیاں کرنی ہوتی ہیں۔

(۵) نماز عید کے لئے اذان اور آہات پھنی ہوتی۔

(۶) نماز عید کا طریق یہ ہے۔ کہ دو رکعت نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ پہلی رکعت کی قرأت شروع کرنے سے پہلے سات تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ ہر تکبیر کے ساتھ اسی طرح کا تھانہ لیا جاتی ہے۔ جس طرح نماز شروع کرنے سے پہلے اٹھائے جاتے ہیں۔ البتہ نماز شروع کرتے وقت تو تکبیر کے بعد بالذات ہاندھ لئے جاتے ہیں۔ مگر ان تکبیروں میں بالذات اٹھانے کے بعد کھٹے رکھے جاتے ہیں۔ ثانی آخری تکبیر کے بعد بالذات ہاندھ کر قرأت میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ دوسری رکعت کے شروع میں پہلی رکعت کی طرح پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔

(۷) عید کی نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں حمل اللہ حدیث العاشیہ یا علی الترتیب سورہ ق اور سورہ الفجر پڑھی مسنون ہیں۔

(۸) نماز میں قرأت نماز جمعہ کی طرح بلند آواز سے۔

عید الاضحیہ کے وقت پر قربانی دینا ضروری سنت ہے۔ قربانی کا ارادہ رکھنے والا اگر عاجزوں کی طرح چاند کیلئے کے بعد سے لے کر قربانی کرنے تک حجامت یعنی سروغیرہ نہ مندا تو یہ مستحب اور واجب تو ہے۔

نماز عید کے ادا کرنے کے بعد قربانی ذبح کرنی چاہیے۔ اگر کوئی نماز عید سے پہلے کوئے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ قربانی اگر بکری دینہ میں حاکم پیر ہو۔ تو ایک شخص کی طرف سے ادا لگائے یا ادا ہو۔ تو سات افراد کی طرف سے ہو سکتی ہے ان جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے۔

اندھا۔ کانا۔ لنگرا۔ جو خود چل کر قربان کاہ تک نہ جاسکے۔ دہلا۔ ایسا جانور جس کا کھانا یا دم نصف سے زائد کھوئے ہو۔ جن میں جانور کے پید انشی طور پر کان یا سنک نہ ہوں۔ وہ جائز ہے۔

قربانی تین تین دن تک جائز ہے۔ یعنی اذوالحج سے لے کر ۱۲ ذوالحجہ تک اگر کوئی چاہے۔ تو دوسرے طرف سے بھی قربانی دے سکتا ہے۔ اس طرح کسی متوفی کی طرف سے بھی قربانی دی جا سکتی ہے۔ کوئی صدقہ یا چندہ قربانی کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

”قربانی تو قربانی کرنے سے ہی ہوتی ہے۔ مسکین خند میں چندہ دینے سے نہیں ہو سکتی۔“

دعاویٰ مسیح موعودؑ
مسائل عید: عید کے روز علی الصبح اعضا غسل کرنا۔ حسب استطاعت صاف ستھرا اور عمدہ لباس پہننا۔ آرائش کرنا۔ خوشبو لگانا۔ مسواک کرنا۔ عید گاہ میں جا کر باجماعت نماز عید ادا کرنا مسنون امور ہیں۔
(۹) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید کے لئے جس راستہ سے تشریف لے جاتے۔ واپسی کے وقت اس راستہ سے نہ آتے تھے۔

یہ تمام مسائل عید الاضحیہ کے ہیں۔

عید الاضحیٰ پر مسلمان کو قربانی کی دعوت دی جی سے اور بتایا ہے کہ قربانی اور عید دو نول نامزد ملامد چیزیں ہیں۔ کوئی عید نہیں ہوتی جس سے پہلے قربانی نہ ہو۔ اور کوئی قربانی ایسی نہیں ہوتی جس کے بعد عید نہ ہو جو قوم اس کو دیکھ لیتی ہے اس کے روز و شب قربانی اور عید کے ایک تسلسل کے منظر ہو جاتے ہیں۔ ہر عید اسے غافل مدہوش کرنے کی بجائے ایک نئی قربانی کے لئے تیار و آمادہ کر دیتی ہے۔ اور ہر قربانی کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے لئے عید کا سامان مہیا فرماتا چلا جاتا ہے۔

عید اور قربانی

خوشیہ احمد

بعد اس نے ایک دوسرا فضل ہم پر یوں کیا۔ کہ اس ماہ کے بعد اس کے ایک ایسے معجز خلیقہ کا زمانہ میں عطا فرمایا۔ جس کے نزول کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نزول قرار دیا ہے۔

ہمارے لئے یہ ایام یقیناً عید کے ایام ہیں۔ بشرطیکہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس سنت کو سمجھ لیں۔ کہ ہر عید اپنے ساتھ نئی ذمہ داریاں اور نئی قربانیاں لاتی ہے۔ اور وہی قوم دین و دنیا میں سرفراز ہوتی ہے۔ جو ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی مقدور بھرپور کوشش کرتی ہے۔ اور پھر اپنے ہولاکے حضور بصد عجز و نیاز عرض کرتی ہے۔ ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دہریت و اہماد کی بڑھتی ہوئی رو۔ اخلاق پستی اور ذہنی گراؤ کا بڑھتا ہوا رجحان اسلام کی کس پیرسی اور ایک الہی جماعت میں شامل ہونے کی ذمہ داریاں یہ سب امور میں پکار پکار کر دعوت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا احادیث پر لبیک اللہم لبیک کہتے ہوئے اپنے تئیں من و دھن کو اس کی راہ میں قربان کر دو۔

اور ابوالابینا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم قربانی کو جس کی یاد میں عید الاضحیٰ منایا جا رہا ہے، اپنی اور اپنے بچوں کی قربانی کے ذریعہ تازہ اور زندہ دماغ کرتے چلے جاؤ۔ کاش ہم اپنے محترم امام عالی مقام

احوال اللہ تعالیٰ و داخل شوش طائبہ کے ان زریعہ ارشادات کو ہر لمحہ پیش نظر رکھ سکیں، کہ "اسے قربانی کی عید کہا جاتا ہے۔ دراصل یہ اولاد کی قربانی کی عید ہے۔ جب بچے اور دہنے کی قربانی کی جاتی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ ہماری اولاد جوان ہو کر دینے نہ پنے گی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی محبت اور لعنت میں اپنے دہن پر کو ذبح کر دیں گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اولاد کو کھانا اچھا نہ دیں۔ کپڑا اچھا نہ دیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ان کی زندگی گمانے جسے کے لئے ہمیں بنانی گئے۔ پس اس انہماق و رغبت سے نہیں۔ بلکہ یہ منہ سے۔ کہ اپنی زندگی اور اپنی اولاد کی زندگی ایسی نہ ہو، جس میں انسانیت نہ رہے اور حیوانیت ہی حیوانیت رہ جائے۔"

"میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی منشا کے ماتحت قربانی کر کے ان فیوض کو حاصل کرے۔ جو ابراہیمی قربانی کے نتیجہ میں مل سکتے ہیں۔"

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعد انصاریہ کہ قربانی کے متعلق عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ یہ قربانیوں کا عاقبتی ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ سنۃ ابراہیم (عید الاضحیٰ) کہ یہ قربانی تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا سنت کے طور پر کی جاتی ہے۔ (شکوٰۃ) قرآن مجید اس قربانی کی حقیقت یوں واضح فرماتا ہے۔

لن ینال اللہ لحدومہا و لادامانہا و لکن ینالہ التَّقْوٰی منکم (حج) یعنی تم جو قربانیاں عید کے موقع پر خدا تعالیٰ کے نام پر کرتے ہو۔ ان کا گوشت اور خون خدا تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے تمہارے دل میں جو خلوص، تڑپ اور خشیت کام کر رہی ہوگی۔ وہ اس تک نہیں پہنچتی ہے۔ یہی حضرت یسوع موعود علیہ السلام قربانی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اس وجہ سے ان ذبح ہونے والے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا۔ کیونکہ جانوروں میں آنا ہے۔ کہ یہ قربانیاں خدا تعالیٰ کے قرب اور ملاقات کا موجب ہوتی ہیں۔ اس شخص کے لئے جو قربانی کو اخلاص اور خالصت سے ادا کرے اور اس سے قربانیاں شریعت کی بزرگ ترین عبادتوں میں سے ہیں۔ اور اسی لئے قربانی کا نام عربی میں نسیم ہے۔ اور نسیم کا لفظ عربی میں فراتر و درکار اور ہندو کی منوں میں آیا ہے۔" (خطبہ المہاجر)

(۵)

عید الاضحیٰ جماعت احمدیہ کو خصوصیت کے ساتھ قربانیاں کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ماحورین و مرسلین کا زمانہ اپنی گونا گوں روحانی برکات و خصوصیات کی وجہ سے عزمین کے لئے ہی الحقیقت عید کا زمانہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل و احسان ہے۔ کہ اس نے ہمیں ہی اپنے ایک عظیم الشان ماہر کوشت خت کرنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ پھر اس کے

بھی جس پر انسانیت کے تمام کمال ہمیشہ پیش کے لئے ختم ہو جاتے ہیں۔ انہما کی ذریت و نسل میں سے پیدا کر کے انہیں ایک ایسی فخر بخش دیا۔ جو تاقیامت اور کسی کو نہیں مل سکتا۔

(۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس و محترم خاندان نے جو قربانی دی۔ اس سے ان کی فرض صرف اللہ تعالیٰ کی رضا تھی۔ یہی رضائے الہی ان کے لئے عید ادا کی ساری خوشیوں اور مسرتوں کا مروج تھی۔ یہ عید بلاشبہ انہیں حال ہو گئی۔ لیکن اس عید نے آئندہ کے لئے قربانی کا دروازہ ان کے لئے سبند نہیں کیا۔ بلکہ کھول دیا۔

ان کے نسل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے بڑی روحانی نعمت یعنی نبوت پر بے پناہ کئی نسلوں تک جاری رکھی۔ اور اس طرح ان کے لئے عید کا سامان فرماتا رہا۔ لیکن ہر بار جب ان کے خاندان کو یہ نعمت ملی۔ قربانی ایشیا اور کھن ازانکوں کے لئے دروازے بھی ان کے لئے کھلتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ جب ان کے خاندان میں یہ روحانی نعمت اپنے نقطہ وقوع کو پہنچ گئی۔ لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باوجود

اپنے تمام برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ ظاہر ہو گیا تو اس وقت ابتلاؤں اور آزمائشوں کے طوفان بھی اپنی انتہا کو پہنچ گئے۔ اور قربانیوں کا سلسلہ معراج کمال تک پہنچ گیا۔ اس طرح ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ نے تیار کیا۔ کہ جہاں ہر قربانی ایک عید کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ وہاں ہر عید ہی قربانیوں کا پیمانہ ہی ہوتی ہے۔ قربانی اور عید کا یہی وہ تسلسل ہے۔ جو زندگی۔ حرارت اور ترقی کی علامت ہے۔

(۴)

عید الاضحیٰ کے موقع پر جو قربانی دی جاتی ہے۔ وہ درحقیقت ہمیں ہی سبق دیتی ہے۔ کہ اپنے مقصد و دعا کے لئے (اور ایک سچے مسلمان کا مقصد سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے اور کچھ نہیں ہو سکتا) کسی قربانی سے دریغ نہ کرو۔ اور اپنی ہر عجز پر شے کو اس طرح اس راہ میں نیچا دے کر دو۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس خاندان نے کی۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ صاحب ریح اللہ عنہ نے

(۱) عید الاضحیٰ ابوالابینا حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ماجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں منایا جاتی ہے۔ اس لئے اسے قربانی کی عید بھی کہتے ہیں۔ یہ عید ہر مسلمان کو قربانی کی دعوت دیتی ہے۔ اور بتاتی ہے کہ قربانی اور عید دو لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ کوئی عید نہیں ہوگی۔ جس سے پہلے قربانی نہ ہو۔ اور کوئی قربانی ایسی نہیں ہوتی جس کے بعد عید نہ ہو۔ زندگی خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی کی کھشکشاں اور جدوجہد قدم قدم پر قربانی اور ایشیا رک لگنا ہے۔ اور ہر سچی قربانی کے پیچھے کامیابی و کامرانی اور سرت و شادمانی کی عید مضمر ہوتی ہے۔ جو قوم اس راہ کو سمجھ لیتی ہے۔ اس کے شب و روز قربانی اور عید کے ایک تسلسل کے منظر ہو جاتے ہیں۔ ہر عید اسے غافل مدہوش کرنے کی بجائے ایک نئی قربانی کے لئے تیار و آمادہ کر دیتی ہے۔ اور ہر قربانی کے بعد بارگاہ کی بجائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے عید کے سامان مہیا فرماتا چلا جاتا ہے۔

(۲)

عید الاضحیٰ جس عظیم الشان وفد کی یاد میں منایا جاتی ہے اس کا تعلق تین شخصیتوں سے ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی اہلیہ حضرت ماجرہ علیہا السلام اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ ان تینوں بزرگواروں نے اپنے آرام اپنے جذبات اپنی خوشیوں اور اشکوں کو غرضیکہ اپنی پوری زندگیوں کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربان کر دیا۔ اور اس طرح ہر نوع انسان کے تینوں طبقوں یعنی مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے کا ایک نہایت عظیم الشان نمونہ قائم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں اپنی خوشدلی اور رضا سے ایسا نوازا۔ کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی اس قربانی کو بقائے دوام کا درجہ بخش دیا۔ ان کی اولاد میں دینی اور دنیوی برکات کا ایک لاشعری سلسلہ قائم کر دیا۔ حتیٰ کہ اپنے محبوب سید الاولین والاخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نیکو نہایت

خطبہ عید الاضحیٰ

عید الاضحیٰ میں ہمیں آئندہ نسلوں کے قیام اور ترقی کا عظیم الشان گرسکھایا گیا ہے

بچپن میں ہی اپنی اولاد کے اخلاق کی اصلاح کرو تا تو کو ادھی عید انصیب ہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ جولائی ۱۹۲۵ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
آج کا دن ہمارے لئے جہاں اور بہت سے سبق پیش کرتا ہے۔ وہاں اس دن میں

آئندہ نسلوں کے متعلق

بھی عظیم الشان سبق ہے۔ اگر اس عید کے سبق کو ہماری جماعت یا کوئی جماعت بھی پوری طور پر یاد رکھے۔ تو وہ کبھی تباہ اور برباد نہیں ہو سکتی۔ درحقیقت تباہی کا جو جب یہ امر ہوتا ہے۔ کوئی شخص یا کوئی جماعت اپنی عزت کو اپنے دماغ کو اپنی روحانیت کو قائم رکھنے کے لئے کوئی ایسا قائم مقام نہیں چھوڑتی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز تباہ ہو رہی ہے۔ اور اگر کسی شخص کے اخلاق اپنی تباہی کے بعد کوئی ایسا قائم مقام نہ چھوڑیں تو اس شخص کا دنیا سے فنا ہو جاتا ہے۔ ہر ایک چیز ایک حد تک پیش قدمی پر اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ اس کا قیام اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے

قائم مقام

چھوڑ کر اپنی جہت کو قائم رکھے۔ انسان مرتے رہتا۔ اگر وہ اچھے اولاد کو اپنا قائم مقام نہ چھوڑے گا۔ تو آئندہ نسل انسانی کا دنیا سے خاتمہ ہو جائے۔ درخت اکتے ہیں۔ پھل لگاتے ہیں۔ پھر پوکھ جاتے ہیں۔ اگر سنے درخت ان کی جگہ نہ لیں۔ اور ان کے قائم مقام نہ بنیں۔ تو ان درختوں کا باغ بھی وجود ہی میں نہ رہتا۔ جتنی ہر ایک چیز ہم دیکھتے ہیں۔ کہ تباہ ہو رہی ہے۔ اور وہ اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ جب تک کہ وہ اپنا قائم مقام نہ چھوڑ جائے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ میرا اپنا قائم مقام چھوڑنے سے موجودہ حالت کے ساتھ دنیا میں قائم رہ سکتا ہے۔ تو یہ ایک غلط خیال ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ جب آپ اپنے اسی درجہ کے ساتھ دنیا میں رہیں

ہے۔ اور تیس سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ تو اور کون شخص کہہ سکتا ہے کہ میں موجودہ حالت کے ساتھ اپنے وجود کو قائم رکھ سکتا ہوں۔ کوئی نے حضرت یونس علیہ السلام کو انیس سو سال سے آسمان پر زندہ سمجھ رکھا تھا۔ مگر ان کے متعلق ہیں اس زمانہ کے رسول اور ماہر نے ثابت کر دیا کہ فوت ہو چکے ہیں۔ زندہ نہیں۔ پس اگر آئندہ ہم اپنے قائم مقاموں کے بغیر اپنے قائم مقاموں کے بغیر اپنے قائم مقاموں کو کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہو کہ موجودہ حالت کے ساتھ ہی انسان یا کوئی دوسرا وجود جو دنیا میں قائم رہ سکتا ہے۔ تو پھر اس بات کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے کہ ایک انسان سے اور اس کا بچہ اس کا قائم مقام ہو یا ایک درخت تباہ ہو۔ اور دوسرا درخت اس کا قائم مقام قرار پائے۔ یہ اسی لئے ہوتا ہے کہ کوئی وجود ہمیشہ کے لئے قائم نہیں رہ سکتا۔ اور

ہر ایک نوع کا قیام

ان کی جہت کے قیام کے ساتھ وابستہ ہے۔ آم کا درخت نہ رہتا ہے۔ مگر چونکہ اس کے قائم مقام اور آم کے درخت پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے وہ وقت سے وقت میں ختم نہیں ہوتا۔ اسی طرح منگڑے کی جگہ منگڑے کی جگہ نہیں چلاؤں کی جگہ چاندل پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان طرح ان کا وجود دنیا میں قائم رہتا ہے۔ کیونکہ جب جہت قائم رہتی ہے۔ تو کوئی وجود ہی قائم رہتا ہے

کسی استاد کے حصے پر اس کے

لائق اور عورتیاد شاگرد

کی کوڑوں میں کہا جاتا ہے۔ جس استاد کا ایسا لائق اور عورتیاد شاگرد نہیں مرا۔

ای طرح جو جماعت کہ دین اور روحانیت کی حالت ہو۔ اگر اپنے پیچھے ایسی نسلیں چھوڑ دے۔ جو دین اور روحانیت کی حامل ہوں تو وہ جماعت ہی زندہ جماعت ہوتی ہے۔ اور ایسی جماعت یا قوم کبھی نہیں مرنے

پس اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں اور احدیت کو زندہ

رکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا صرف یہی طریق ہے کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو عید کے اس دن سے جو سبق حاصل ہوتا ہے۔ وہ یاد کر لیں اور عید سے جہیں سبق ملتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ یہ عید میں ایک پرانا داغ یا دو داغ ہے۔ جو اب انبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا داغ ہے۔ وہ داغ ہمیں یہ سبق سکھاتا ہے۔ کہ ہماری جماعت کس طرح قائم رہ سکتی ہے اور ہماری آئندہ نسلیں اس طرح ترقی کر سکتی ہیں۔

واقعہ میرے

کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے دویا اور ابہم میں یہ حکم دیا۔ کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا۔ اور جہان کی چھری اس کی گردن پر پھیر دی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق انہوں نے اپنی بیوی اور بچے کو ایسے جگہ بیابان میں چھوڑ دیا۔ جہاں نہ نکرہ تھا نہ پانی۔ نہ کوئی بازار تھا نہ آیاڑی۔ کہ کسی آدمی سے ہلک کر ہی کہہ سکتے ہیںے کو میسر آ سکتا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تعالیٰ سے ابہم پاکر اپنے بچہ اور اس کی ماں کو کھرم کی زمین میں جو اس وقت بالکل خراب و دادی تھی صرف ایک مشکیزن پانی کا اور ایک تھلی بھجوروں کی دے کر چھوڑ آئے

جب آپ داپس آئے گے تو حضرت ہاجرہ

نے دیکھا آپ کہاں پہلے ہیں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام دعاؤں کی وجہ سے کوئی

جواب نہ دے سکے۔ حضرت ہاجرہ نے پھر دریافت کیا۔ کہ اس شکل میں آپ میں کجاں چھوڑ چکے ہیں۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام زبان سے پھر بھی کچھ جواب نہ دے سکے۔ آخراں کے مژدہ پر چلے پڑا شہ سے آخراں انہوں نے یہ جواب دیا کہ خدا کے حکم سے جس تم کو یہاں چھوڑ چکا ہوں۔ تب حضرت ہاجرہ نے کہا کہ اگر خدا کے حکم سے آپ میرا یہاں چھوڑ چکے ہیں تو پھر میں آپ کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔ آپ سے تنگ جاؤں۔ خدا مخلوق ہمارا حق وقت کرے گا۔ اور وہ ہم کو فناء نہیں ہونے دے گا اور تلی سے مددیں انکیز اور اپنے بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس۔ جو اس وقت چھ سات برس کی عمر سے زیادہ کے نہ تھے بیٹھ گئے۔ اس وقت اگر وہ چاہیں تو کسی آبادی کی طرف رخ کر لیتیں۔ مگر انہوں نے خدا تعالیٰ کے حکم کا احترام کیا۔ اور اسی کے توکل اور ہوس پر اس شکل میں اپنی کی ہائش منگود کر لی۔ جہاں نہ کوئی آبادی تھی۔ نہ بازار۔ نہ کوئی کڑوا تھا نہ تالاب حضرت ہاجرہ کا اصرار اب آخر پانی کا ایک مشکیزہ اور بھجوروں کی ایک تھلی پر ہوتی ہے۔ حضور سے عرض میں پانی بھی ختم ہو گیا۔ اور بھجوریں بھی ختم ہو گئیں حضرت ہاجرہ کو بھی تکلیف تھی۔ مگر نیلے کی تکلیف کو دیکھ کر وہ بہت سے قرقر میں

اور

صفحا اور مردہ

دہ لڑی بیٹا یوں پر ادھر سے آدھر اور آدھر سے آدھر دوڑتا اور ادھر پر پڑھ کر دیکھتا شرم کا نشانہ کوئی آتا جاتا تھا تو وہ ہی شرم ہائے، جس سے پانی کے بچے کو پلا ہیں۔ اور خود نہیں۔ جب وہ صفا پر پاراہ پر چڑھتیں تو سنا تھی جیلا کر ہر دفعہ یہ بھی کہتیں۔ کہ کوئی خدا کا بندہ ہے۔ جو ہمیں پاتا

سے اور ساتھ ہی بچے کی عادت کو دیکھ کر اور بھی پریشان ہوتے ہیں جب ان کی گھبراہٹ اتنا ہو کہ بیچ گئی۔ تو خدا کے ذمے نے ان کو بشارت دی کہ اگر وہ گھبراہٹیں جاتے رہے نہ بچے کا سامان خدا نے کر دیا ہے۔ چنانچہ جب وہ بچے کے پاس آئیں تو دیکھا کہ خدا نے وہاں پانی کا چشمہ پیدا کر دیا ہے۔ جو آج تک قائم ہے اور نہ مزاج کھاتا ہے۔ انہوں نے بچے کو پانی پلایا اور خود بھی پیا۔ آہستہ آہستہ وہاں آبادی ہو گئی۔ کوئی قافلے والے

جو وہاں سے گزرے۔ تو انہوں نے توفیق ترقی کے لئے یہ مناسب سمجھا کہ اس چشمے پر پڑو قائم کیا جائے۔ جہاں قافلے اگر گھبراہٹیں۔ چنانچہ اسی خیال سے وہ اپنے کچھ آدمی اس چشمہ پر چھوڑ گئے کہ اس سے ہماری عبادت میں ترقی ہوگی۔ آنحضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے نتیجے میں وہاں بہت بڑی آبادی ہو گئی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم

کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا اور اس نعت اور مجتہد کی پھر پردہ نہ کی۔ جو ان کو اپنے بچے سے نفی۔ طبعی طور پر بڑھاپے میں جا کر جو اولاد ہوتی ہے۔ اس سے ان کو بہت محبت ہوتی ہے۔ اور حضرت اسمٰئیل علیہ السلام بڑھاپے میں لوہے کے ٹان پید ہوئے تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں ان کی نہایت گہری اور شدید محبت تھی مگر خدا کے لئے انہوں نے اس کو قربان کر دیا تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو الہام ہوا کہ اسے ابراہیم نامان کی طرف دیکھو۔ کیا تو آسمان کے ان ستاروں کو گن سکتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یہ میری طاقت سے باہر ہے کہ میں آسمان کے ستاروں کو گن سکوں۔ تب خدا نے فرمایا۔ اے ابراہیم میں نے تیری قربانی کو دیکھا۔ اب میں تیری اس قربانی کے بدلے تیری اولاد کو اس قدر بڑھادوں گا کہ میں اس آسمان کے ستاروں کو گن سکوں۔ اسی طرح تیری اولاد کو بھی کوئی گن نہیں سکے گا۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں۔ اس وعدہ الہی کے مطابق حضرت

ابراہیم کی اولاد کو کتنی کثرت حاصل ہوئی ہے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کوئی قوم ان کی اولاد میں سے نہیں۔ تمام دنیا کی لوگوں میں ان کا خون مل گیا ہے۔ اور تمام دنیا ان کی نمون ہے سیکھتے رہی تو میں ہیں۔ جو ان کی اولاد میں سے ہونے کی دعویٰ ہیں۔ ذر تفتی ہیں تو وہ اپنے آپ کو ان کی طرف خراب کرتے

ہیں۔ یہودیوں کا تو روحانی ہی ہے کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہیں۔ عیسائی بھی اپنی خاطر اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اور مسلمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کی نسل میں سے ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جہاں ان سے ان کی اس قربانی کے بدلے ان کی اولاد کو تعداد کے لحاظ سے اور عزت کے لحاظ سے اس قدر بڑھایا کہ تمام بڑے بڑے مذہب اپنی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے میں اور ان کی بہت بڑی عزت کرتے ہیں۔ اور دعوے سے نہیں بہتین غلابے کہ اگر کوئی اپنی اولاد کو بڑھانا چاہے۔ تو وہ چچن میں اپنی اولاد کو اسی طرح قربان کرے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچے کو قربان کیا اور صرف انہوں نے حضرت اسمٰئیل علیہ السلام کی ہی قربانی نہیں کی۔ بلکہ حضرت اسحق علیہ السلام کی بھی قربانی لی جن کی ایسی تربیت کی۔ کہ بڑے بڑے ہو کر وہ بھی خدا تعالیٰ کے نبی ہوئے۔ اور یہ عادت بات ہے کہ جتنا بڑا کوئی دن بنتا ہے اتنی ہی زیادہ اسے اس رتبہ تک پہنچنے کے لئے قربانی کرنی پڑتی ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دونوں بیٹوں کے متعلق کی۔ خدا تعالیٰ اس قربانی کے بدلے ان کی اولاد کو بے نظیر ترقی دی۔ اگر تم بھی اپنے ہونے کہ تمہاری اولاد ترقی کرے۔ تو تم بھی اپنی اولاد کو قربان

ہیں۔ یہودیوں کا تو روحانی ہی ہے کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہیں۔ عیسائی بھی اپنی خاطر اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اور مسلمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کی نسل میں سے ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جہاں ان سے ان کی اس قربانی کے بدلے ان کی اولاد کو تعداد کے لحاظ سے اور عزت کے لحاظ سے اس قدر بڑھایا کہ تمام بڑے بڑے مذہب اپنی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے میں اور ان کی بہت بڑی عزت کرتے ہیں۔ اور دعوے سے نہیں بہتین غلابے کہ اگر کوئی اپنی اولاد کو بڑھانا چاہے۔ تو وہ چچن میں اپنی اولاد کو اسی طرح قربان کرے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچے کو قربان کیا اور صرف انہوں نے حضرت اسمٰئیل علیہ السلام کی ہی قربانی نہیں کی۔ بلکہ حضرت اسحق علیہ السلام کی بھی قربانی لی جن کی ایسی تربیت کی۔ کہ بڑے بڑے ہو کر وہ بھی خدا تعالیٰ کے نبی ہوئے۔ اور یہ عادت بات ہے کہ جتنا بڑا کوئی دن بنتا ہے اتنی ہی زیادہ اسے اس رتبہ تک پہنچنے کے لئے قربانی کرنی پڑتی ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دونوں بیٹوں کے متعلق کی۔ خدا تعالیٰ اس قربانی کے بدلے ان کی اولاد کو بے نظیر ترقی دی۔ اگر تم بھی اپنے ہونے کہ تمہاری اولاد ترقی کرے۔ تو تم بھی اپنی اولاد کو قربان

کر دو۔ اس سے ایسی محبت نکرو۔ جو تم کو ان کی اصلاح اور علم کے سکھانے سے باز رکھے اور تم ان کی نگرانی چھوڑ دو۔ اگر تمہیں یہ خواہش ہے کہ تمہاری نسل بڑھے اور ترقی کرے۔ تو بجائے ان کے آدمی آسائش کے نکر کے ان کی روحانی تربیت کرنی چاہیے اگر تم چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد بھی اسی طرح ترقی کرے۔ اور آسمان کے ستاروں کی طرح گنی نہ جائے۔ تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہم اپنی اولاد کو چچن میں آوارہ آرام طلب کامل اور سست نہ بنا میں بلکہ ان کے اعمال اور حلاق کی پوری پوری نگرانی کریں۔

حضرت اسمٰئیل کی ابتدائی زندگی جہاں کہہ حضرت اسمٰئیل علیہ السلام کی بچپن کی زندگی کی طرح گذری۔ وہ انہوں نے کسی قدر مشقت اٹھائی۔ انہیں تو خود ان کا حاصل کرنے کے لئے بھی تنگدلیوں میں پھرنے اور شکار کے کے پیٹ پالنا پڑتا تھا۔ شکار بندھے ہونے جارہوں کا تو کیا نہیں جاتا۔ کہ کئے اور بیکر کے سے آئے۔ اس جگہ جگہ بندھے ہیں۔ بہت دفع لوگ شکار کو جاتے ہیں۔ اور خالی ہاتھ لوٹے آجاتے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں تو تیرا اور

بیزے کے ساتھ شکار کیا جاتا تھا۔ اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ کتنی دفعہ انہوں نے خالی ہاتھ لوٹے اور اپنا پٹا ہلوگ اور کتنے دفعہ کاٹھے ہوں گے۔ مگر یہ سب کچھ انہوں نے خدا کے لئے برداشت کیا اور خدا نے ان کو نبوت کے مرتبے پر پہنچایا۔ ابھی کی زبانوں کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کی نسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اولاد رسول پیدا ہوئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت زندگی پھر دراصل اس لئے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کتنی مشقت اٹھائی۔ ابھی آپ کے پیٹ میں ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے۔ پھر ابھی اڑھائی سال کے تھے۔ کہ والدہ کا سایہ بھی آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ پھر دوا پر مدد کرنے لگے۔ لیکن ابھی آپ سات ہی برس کے تھے کہ وہ بھی رحلت کر گئے۔ پھر چچا آپ کے کھنکھن ہوئے۔ غرض آپ کی زندگی آرام سے نہیں گذری

فتم قسم کی تکلیفوں اور مشکلوں میں سے آپ کا گذر ہوتا رہا۔ تاریخ میں لکھا ہے۔ آپ کی سچی جرأت و بھروسہ میں کوئی چیز تقسیم کرنے لگتی۔ تو سب بچے اس کے گرد جمع ہو جاتے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انک کو نے میں خاموش بیٹھے رہتے۔ جب سب بچے لے جھکتے۔ تو پھر وہ ان کو بھی جھدہ دیتے۔ گو وہ محبت سے آپ کی پرورش کرتے تھے اور آپ کو عزیز رکھتے تھے مگر جوڑی بچے کے بچے میں برسکتی ہے وہ بڑے جگہ نہیں برسکتی۔ کیونکہ جو بچے کو اپنے پاس باپ ہوتا ہے اور جو ناز وہ ان پر کرتا ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی محبت کرے۔ بچہ اس سے نہیں کر سکتا۔ بے شک یہ بات بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دوجہ سے خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ مگر یہ بات بھی تو ہے کہ آپ اس بات کو بھی طبعاً محسوس کرتے تھے۔ کہ ان کا رشتہ وہ رشتہ نہیں۔ جو ماں باپ کا ہوتا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو بھی خدا تعالیٰ نے با مشقت بنائے تھے اس قسم کے سامان پیدا کر دیے۔ جن میں سے آپ کو گذرنا پڑا۔

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ اور اس عید سے سبق سیکھیں۔ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کو جینے سکھ حاصل ہو اور آپ کے مرتبے کے بعد بھی آپ کی عیدیں ختم نہ ہوں۔ تو آپ اپنے بچوں کو قربان کریں اور ان کو دنیا کی ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ وہ دین اور اسلام کے جھنڈے کو ہلکانے کے لئے کسی تکلیف اور مشقت

سے خوف نہ کھائیں۔ اگر اس عید سے آپ لوگ یہ سبق سیکھ لیں۔ تو آپ کے مرتبے کے بعد بھی آپ کی عیدیں ختم نہ ہوں گی جیسے انوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ اس معاملہ میں ہماری آرزو نسل میں بہت بڑی کر دی جاتی جاتی ہے۔ اور جیسے انوس کے بعض افراد کے دل میں یہ خیال نہیں بڑا ہے کہ بچوں کی بڑھاپے کو خود بخود اصلاح ہو جائے گا انکا بچہ کوئی غلطی کرتا ہے تو نہایت ہی تیز بچے ہوں گے یا نہ سمجھ جائے گا یہ ایک ایسا نفع اور پاج خیال ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی

خصلت خیال نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ خیال ان کے دل میں ایسی بڑھ بیکر گیا ہے۔ کہ کھلنے میں نہیں آتا ہیں جو چھتا ہوں۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر ہیں اپنی اولاد بیداری ہو سکتی ہے۔ آپ کی تربیت اولاد نہ تھی۔ اور یہ ایک طبی امر ہے۔ کہ جب کسی کی اپنی تربیت اولاد نہ ہو۔ تو اس کو اپنے ذرا دل سے بہت محبت ہوتی ہے۔ پس ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت اولاد نہ تھی اس لئے طبیعت آپ کو اپنے گوارے بہت پیا دے تھے۔ دوسرے اس لئے بھی کہ وہ حضرت خالطہ کے بطن سے تھے۔ جو آپ کو بہت پیاری تھیں۔ پھر اس لئے بھی کہ وہ حضرت علیؑ کے بچے تھے۔ جو آپ کو بہت عزیز تھے۔ کیا بخدا اس کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بچپن کے زمانہ میں جب کہ قریش سے خرابی اور مشقت دوروں نے بھی آپ کا ساتھ دینے کی جرأت نہ کی۔ آپ کا ساتھ دیا تھا۔ اور یہ بھلاؤ اس کے کہ حضرت علیؑ کے والد ابو طالب نے آپ سے عمدہ سلوک کیا تھا۔

شرح شریع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام رشتہ داروں کو بھیج کیا اور فرمایا۔ مجھے خدا نے مامور بنا یا ہے اور دنیا کی اصلاح

کے لئے اس نے مجھے چنا ہے۔ تم میں سے کون ہے۔ جو اس بوجھ کے اٹھائے میں میرا ساتھ دے گا۔ اگرچہ کئی رشتہ دار آپ کو کسی یقین کرتے تھے۔ اور وہ یہ بھی جانتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹ نہیں ہوتے۔ مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی۔ کہ آپ کا ساتھ دینے کی حامی بھی ہوئے۔ آپ کے کئی بچے تھے۔ جو آپ کو سہارا اور دستاویز۔ یقین کرتے تھے۔ مگر ان مشکلات اور محنتوں کی وجہ سے جو آپ کا ساتھ دینے میں پیش آنے والی تھیں۔ خاموش رہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ جن کی عمر اس وقت زیادہ ہو سکتی تھی۔ وہ

آگے بڑھے۔ اور انہوں نے کہا۔ میں آپ کی مدد کروں گا۔ تو ایسے وقت میں ان کی یہ جرات اور یہ دلیری خود اپنی ذات ہی ایسی چیز تھی۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں ان کی محبت کے جذبات پیدا کرتی اور انہیں عزیز بناتی تھی۔

غلامہ اس کے وہ ابوطالب کے لڑکے تھے۔ اور ابوطالب وہ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر طرح سے خدمت کی۔ اور آپ کو آرام پہنچانے میں ہر طرح کی کوشش اور سعی کی۔ یہ اور بات ہے۔ کہ خواہ کوئی کتنی ہی محبت کرے۔ اور آرام پہنچانے کی کوشش کرے۔ بچہ وہ آرام اور لذت حاصل نہیں کر سکتا۔ جو ان باپ کی محبت اور سونک سے حاصل کرنا ہے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ابوطالب نے اتنے لمبے عرصے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ کہ کوئی بڑا ہی وفادار دوست اتنے لمبے عرصے تک تکلیفوں میں ساتھ دے سکتا ہے۔ اگرچہ وہ آپ پر ایمان نہ لائے۔

گفار کے بائیکاٹ

کے تین سال بچوں اور خاتون میں کاٹنے انہوں نے منظور کئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ تو تم کے لوگوں نے ان سے کہا کہ تم کو بہتر سے بہتر نوجوان دیتے ہیں۔ اس کو تم پال لو۔ مگر اپنے اس بیٹے کا ساتھ چھوڑ دو۔ جس کا جواب انہوں نے یہ دیا۔ کہ ارادہ تو یہ تھا کہ تمہاری بیہوشی ہے۔ کہ ایسے بچے کو تو میں دشمنوں کے آگے ڈال دوں۔ اور تمہارے بچے لیکر پالوں۔ پس پھر اس کے کہ حضرت علیؓ ابوطالب جیسے محسن چچا کے بیٹے تھے۔ آپ کو وہ بہت عزیز تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس لئے ہی اپنے نواسوں سے محبت نہ تھی۔ کہ وہ آپ کے نواسے تھے۔ بلکہ اس لئے بھی آپ کو ان سے بہت زیادہ محبت تھی۔ کہ وہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے بیٹے تھے۔

مگر باوجود اس محبت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خیال نہ فرمایا۔ کہ انہیں بچپن میں آداب سکھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ جب بڑھے ہوں گے۔ تو خود ان کی اصلاح ہو جائے گی۔ بلکہ

بچپن میں ہی

اس بات کا خیال نہ کیا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کے پاس خدمت کے کچھ کھجوریں آئیں۔ ان میں سے ایک کھجور امام حسینؓ نے اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ آپ نے یہ دیکھ کر خاموشی اختیار نہ کی۔ اور صرف آسانی نہ کیا۔ کہ کھجور ان کے منہ سے نکلوا دی۔ بلکہ ان کے

منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کے چھوٹے چھوٹے ذرات بھی نکال دیئے۔ میں سمجھتا ہوں۔ آج اگر کوئی شخص ایسا معاملہ اپنے بچے سے کرے۔ تو کئی دگ ہوں گے۔ جو ہمیں ہے۔ جی بچہ تھا۔ ایک کھجور منہ میں ڈالی لی۔ تو کیا حرج ہوگا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسے کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کے ذرے نکلانے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام حسینؓ روئے اور ہند کرتے ہوں گے۔ مگر آج تھے اس کی کچھ پروا نہ کرتے ہوتے ان کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کے ذرات تک نکال ڈالے۔ اور یہ نمونہ ہمارے لئے ہے کہ ہمیں ہے۔ پھر ان کی اسی عمر کا واقعہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آگے سے کھانا نہیں کھا رہے تھے۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ اپنے آگے سے لو۔ اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ کل بیمنٹ و مہا بیلیٹ۔ یہ اڑھائی برس کی عمر تھی

ترسیت کا واقعہ

ہے۔ جس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ کس عمر سے بچے کی تربیت کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اڑھائی برس کی عمر میں اپنے نواسے کی تربیت کی ہے۔ اور اس کی حرکات کی نگرانی کی ہے۔ تو کیا ہمارے نرانے بچے ہیں۔ کہ ان کی نگرانی نہ کی جائے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا جائے۔ کہ بچے ہے نا سمجھ ہے۔ بڑا بچہ سمجھ جائے گا۔ اگر یہ عمر سمجھنے کی نہ ہوتی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اپنے نواسے کے متعلق ایسا ہی کہہ دیتے۔ مگر آپ نے اس کو ڈاکا۔ اور اس کی حرکت کو نظر انداز نہیں کیا۔

یہ کہہ دینے سے کہ بچہ بڑا بچہ خود سمجھ جائے گا۔ یہ سمجھنے کی اس بہانہ سے ہم اپنی

اولاد کی تربیت

اور اس کے اخلاق کی نگرانی نہیں کرنا چاہتے۔ اور اس بات کو اپنی بے جا محبت کی وجہ سے اس کے لئے تکلیف دہ خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی کوئی قوم بھی اگر اپنی اولاد کی تربیت اور اخلاق کی درستگی کا خیال نہیں رکھتی۔ تو وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ یورپ کے لوگوں نے اس کو خوب سمجھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ اگر ہم اپنی اولاد کی تربیت اور اخلاق کی نگرانی نہ کریں گے۔ تو ہماری قومی زندگی اور قومی ترقی بحال نہیں رہ سکتی۔ ان کے چھوٹے بچے ماؤں کے ساتھ گرجوں میں جاتے ہیں۔ لیکن کیا مجال کہ وہ وہاں اونچی آواز نہ نکالیں۔ عبادت گاہوں کا ایسا احترام ان کے دلوں میں بٹھایا ہوتا ہے۔ کہ وہ ذرا شور و غل نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی بچہ شور کرے۔ تو ماں باپ فوراً اسے دہان سے لے جاتے اور اس طرح تائب کرتے ہیں۔ کہ پھر وہ شورتہ کرے۔

آپ لوگ اپنی اولاد اور اس کے پاس کی قوتوں کو دیکھیں۔ کہ وہ اپنی زندگی قائم رکھنے کے اپنی اولاد کی تربیت کا کس قدر خیال رکھتے ہیں۔ بڑپ میں ہی نہ دیکھا۔ جو لوگ ہمیں منہ سے کہتے آتے۔ ان کے بچے بھی ان کے ساتھ ہوتے۔ لیکن خدا کی نچھنے رتی صورت بنائی۔ اور وہ گنجل گئے۔ ذرا دیکھا کہ بچہ گھبرا گیا ہے۔ اور نہ یا آواز نکالنے لگا ہے۔ تو وہ تھٹسا کو مجلس سے اٹھ کر لے جاتے۔ لیکن دفعہ ہم نے کہا بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر انہوں نے کہا۔ بچہ آواز نکالے گا۔ جس سے دوسرے بڑا ہٹ جائے گا۔ اور ان کو تکلیف ہوگی۔ ایک دفعہ ہم جیتری دیکھنے کے لئے گئے۔ جو ہندوستانی سپاہیوں کی یادگار میں وہاں بنائی گئی ہے۔ سمندر کے کنارے چار پانچ ہزار آدمی جمع تھے۔ اور ہزار بارہ سو لاکھ لڑکیاں ہونے لگی۔ مگر بائیکاٹ کا واقعہ عالم تھا۔ کوئی بات بھی گڑا تو آہستہ سے۔

لیکن ہمارے ماں

معمولی اجتماع میں بھی ایک شور مچا ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مساجد میں بچوں کو نماز کے لئے لے جاؤ۔ تو بچے کھڑا کرو۔ مگر لیکن ماں باپ خود انگلی پکڑ کر بچے کو اپنے ساتھ صف میں کھڑا کر لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ آخر بچہ بچہ ہی ہے۔ وہ بے چینی اور گھبراہٹ اور بچپن کی حرکات کا اظہار کرتے گا۔ اور اس طرح بڑوں کی نماز میں بد مزگی اور ضلوع واقع ہوگا۔ پھر اس حکم کا یہ نائدہ بھی ہے۔ کہ ان کے اندر تربیت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ انہی ہم سیکھ رہے ہیں۔ اور جب تک سیکھ نہ لیں۔ سہارا تو نہیں کہ آگے کھڑے ہوں۔

نسل

اختلاف فاضلہ نہیں سیکھ سکتی۔ اور نہ وہ دین اسلام اور احمدیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔ بچوں کو بچپن میں ہی خدا کے شوق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفہ وقتؑ متعلق کچھ کچھ واقفیت کرانی چاہیے۔ سلسلہ کے نظام کا مختصر نقشہ ان کے ذہنوں میں قائم کرنا چاہیے۔ یہ بات سمجھو۔ کہ بچے سمجھتے ہیں۔ وہ بات کو خوب سمجھتے ہیں۔ پچھلے دنوں ہم دیکھا ہے کہ ایک مہمان عمرت کی لڑکی میرے پاس آئی۔ اس کی بائیں بہت پیاری معلوم دیتی تھیں۔ اور بعض دفعہ بہت سنجیدگی سے وہ بائیں کرتی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا۔ تم کس کی بندی ہو۔ کہنے لگی۔ خدا کی بندی ہوں۔ پھر میں نے پوچھا۔ مرید کس کی ہو۔ جواب دیا خدا کی۔ میری لڑکی امتز العزیزہ یہ سن کر منہس پڑی۔ میں نے اس سے پوچھا۔ تم کس کی بندگی نہیں ہو۔ کہنے لگی یہ کتنی ہے۔

میں مرید خدا کی ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا۔ بتاؤ تم کس کی مرید ہو۔ تو اس نے بڑے نور سے کہا۔ میں ابا جان کی۔ چونکہ اس کے کان میں یہ بات پڑتی رہی ہے۔ اس لئے وہ اس لڑکی سے یہ سن کر کہیں خدا کی مرید ہوں۔ سمجھ گئی کہ اس نے غلط کہا ہے۔ تو یہ بات بھیجی نہیں۔ کہ بچہ سمجھ نہیں سکتا۔ جس قسم کی بات بچے کے کان میں ڈالی جائے۔ وہ اپنی استعداد کے مطابق سمجھ سکتا اور سیکھ سکتا ہے۔ اگر اس کے ذہن میں دین کی سلسلہ کی مختصر باتیں ڈالی جائیں۔ تو بچہ ان کو اپنے ذہن میں قائم رکھ سکتا ہے۔ اور یہ صحت خیال کرو۔ کہ تم اگر بچپن میں بچے کی تربیت نہیں کرتے۔ صرف اس خیال سے کہ تم نیک ہو۔ اور وہ بھی نیک ہو جائے گا۔ تو اس طرح تم اپنے فرزند سے کچھ نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تم اپنے

اہل کے ذمہ دار

ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہم کہ ہر ایک تم میں سے راعی اور بادشاہ ہے۔ اور وہ اپنی رعیت کے متعلق فریضہ ادا کرنا چاہتا ہے۔ بچپن میں تربیت صحیح کے بغیر بڑے ہو کر ان کی اصلاح کی امید رکھنا سخت غلطی ہے۔ دین کی درستگی اور اصلاح کے لئے ہر مذہب ہے۔ کہ بچے صابری اخلاق درست ہوں۔ اگر بچپن میں ان کے طلب میں تعاقب مقدسہ کا احترام نہیں لےوے ایسے مقامات پر شور اور ہتھیار کرتے ہیں۔ اور ان باپ ان کو اپنی حرکت سے نہیں روکتے۔ تو وہ اس بات کے لئے ان کو تیار کر رہے ہیں۔ کہ بڑے ہو کر دینی امور میں ہتھیار اہتمام سے کام لیں اور ان کے دلوں میں شہادتوں کی کچھ عزت و وقعت نہ رہے۔ اس میں آپ کو اس قسم کی تربیت کی طرف توجہ دلائی جائے۔ تاکہ ان میں یہ سمجھنے کی توجہ لے لی اعلیٰ اخلاق کو بیچ لگائے۔ کہ کبھی ہلاک نہیں ہو سکتی۔

غرض یہ عید میں یہ سبق سکھانا ہے۔ کہ اگر ہم اپنی اولاد کو صحیح مسئول میں تربان کریں۔ تو ہماری اولاد اتنی بڑھے گی۔ جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔ اگر کوئی سچی محبت خدا اور رسول سے رکھتا ہے۔ اور اگر اس کو اسلام اور مسند احمدیہ سے بلکہ اگر اس کو اہل سنت سے بھی کچھ افسوس ہے۔ تو بچپن میں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرے۔ جہاں آپ اپنے لفظوں کو لالچے۔ طبع۔ حرص جو رہی اور جھوٹ جیسی بھلائیوں سے بچاؤ۔ وہاں بچوں کو بھی ان کا عادی نہ ہونے دو۔ اور ان کی پوری پوری نگرانی کرو۔ دین کی اور مسند احمدیہ کے ان کے دلوں میں پیدا کرو۔ ان سے جا بھٹانے کے اعلیٰ اخلاق کے سلسلے سے ان کو محروم نہ کر دو۔ تاکہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ بلکہ دنیا میں ایک بہت بڑی قوم اور نسل بنیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ لڑکیاں بادشاہت میں بچے دہاں ہو سکتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ کوئی قوم آئندہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب تک کہ اس میں

عید الاضحیٰ میں جماعتِ حمدیہ کے لئے دویم نشانِ عظیم

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب اپنی گونا گوں خوشیوں کے ساتھ ہر بچے مسلمان کو بہ سبق دیتی ہے کہ وہ سنتِ ابراہیمیہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی قربانی کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ لیکن یہ عید جماعتِ حمدیہ کی توجہ خصوصیت کے ساتھ ان دونوں کی طرف مرکوز کرتی ہے۔ جن کا تعلق اس مبارک عید سے ہے ان میں سے پہلا نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانی مبارک پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ۱۹۰۰ء کی عید الاضحیٰ کے موقع پر فصیح و بلیغ عربی میں ایسا خطبہ جاری ہونا ہے جس میں قربانی کا نہایت لطیف فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ دوسرا نشان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ علیہم السلام کی طرح ایک غیر ذی ذرعی دوسری میں بارہ کی بنیاد رکھنے کے ذریعہ سے ظاہر ہوا۔ جس کا مقصد بھی صرف یہ ہے کہ ہم اپنے احوال و احوال کے قربانی کے نخلِ اسلام کی آبیاری کریں۔

فرمایا۔ جس طرح کہ ہم نے حضرت موسیٰ کو سبوت فرمایا تھا۔ اسی طرح پر مسیح موسیٰ اور مسیح محمدی علیہم السلام میں بھی نہایت گہری مشابہت پائی جاتی ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ مسیح محمدی کو دینِ اسلام کے اصل مبلغ یعنی حضرت ابراہیمؑ

دینا و البعث فیہم دسولاً
منہم یتلوا علیہم البتک
دیعلمہم احکام و الحکمۃ
ویذکیہم۔ (بقرہ ۶)

یعنی لے خدا تو اہل مکر میں ایک ابراہیمؑ کو سبوت فرما کر جو خدا کی آیات کی تلاوت کے ساتھ ان کا تزکیہ نفس کرے۔ اور ان کو خدا تعالیٰ کی کتاب کے سعادت اور سعادت کی باتیں سکھائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کے مطابق حضرت اسمعیلؑ کی نسل سے ہی بطور عیب میں فخر رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا چشمہ جاری ہوا۔

حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کے دو بیٹوں حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسمعیلؑ سے جو دو عظیم نشان سلسلے نبوی اور محمدی جاری ہوئے۔ وہ اپنے انواریت زیادہ مماثلت رکھتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کا مثیل قرار دیا ہے۔ فرماتا ہے۔

لقد ارد سلنا الیکم دسولاً
شاهد اھیکم کما ارد سلنا
الیٰ فرعون دسولاً۔

یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسے ہی رسول سبوت

عید الاضحیٰ تمام مسلمان عالم کے لئے ایک ایک نہایت ہی خوشی اور برکت کا دن ہے جس میں ہم خدا تعالیٰ کے اس عظیم نشان کو تازہ کرتے ہیں جو آج سے کئی ہزار سال قبل ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ علیہم السلام کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہوا۔ درحقیقت یہی وہ نشان تھا جس سے خدا تعالیٰ نے حضرت اسمعیلؑ کو عیب کی غیر ذی ذرعی زمین میں بہا کر محمدی سلسلہ کی داغ بیل ڈالی۔ اگرچہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمعیلؑ کو ذبح کرنے کی خواب کو ظاہر ہی رنگ میں پروردگار ناچاہا تھا۔ لیکن اس کا اصل جلوہ اس وقت ہی ہوا کہ آپ کو خدا کی اودھاد کے وقت اپنی بیوی ماجرہ اور اپنے معصوم بیٹے کو عیب کی غیر ذی ذرعی ذبح دینی میں چھوڑنا پڑا اور یہ اس قدر بڑی قربانی تھی۔ کہ جو ظاہر ہی قربانی سے بھی بڑھ کر تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے خاص مفضل شائل حال نہ ہوتے۔ تو ان نامساعد حالات میں کسی انسان کا ذلہ بچنا باکل ناممکن تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی ازل مشیت کے مطابق اس دوسری میں اوسر نو بریت اللہ خانہ کعبہ کی بنیادوں کو استوار کیا گیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی

ایمال بڑھا گئے مرآتِ تکفیر کے مزے

— الذکرہ برکت علی صاحب لائق لادھیادی —

تقریر کے مزے ہیں نہ تحریر کے مزے
غرمت میں لٹ گئے کسی دیگر کے مزے
آ اے خیال یار مری بے کسی میں آ
لانا ز اور نیا ز کی تقریر کے مزے
آ پیاری پیاری صورتِ زیبا نگاہ میں
لوٹوں شعاعِ حسن کی تحریر کے مزے
"قربان ہونے والوں کے قربان جانیے"
کیا کیا لئے ہیں بوشِ شمشیر کے مزے
ہم بھی کسی کے ابروؤں کو کاش دیکھتے
بلیک کہ کے لوٹتے بھیکر کے مزے

شوقِ حرم میں جامہٴ احرام پہے کفن
الفت کی خاک میں بھی لگیں گے مزے

یورشِ نبول کی دیکھ کے سجدے میں گر پڑا
ایمال بڑھا گئے مرآتِ تکفیر کے مزے

لائق طوافِ خانہٴ دلبر کہاں نصیب
ہم لے رہے ہیں گردشِ تقدیر کے مزے

لس الخیر کا المعاینۃ

میں نے گزشتہ برس سے تجزیہ کے طور پر انگریزی ادویات کے ساتھ دو خانہ خدمتِ خلق رپوہ کے مرکبات کو بھی مرینیوں پر استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ اس تجزیہ سے ہم نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ اس دو خانہ سے عین طور پر زیادہ شفا اور زیادہ انشراح صدر اور بہت زیادہ برکت شامل حال ہیں۔ اگر دوسرے ڈاکٹر بھی انگریزی ادویات کے ساتھ ساتھ یہ تجزیہ کریں۔ تو ممکن ہے ہم سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

(ڈاکٹر بھائی محمد امجد ڈاکٹر حافظ مسعود احمد دودھ میڈیکل
ہال سہ گودا)

*** دو خانہ خدمتِ خلق رپوہ ***

سے بھی کافی مماثلت ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بعض اہلانات میں ابراہیم سے خطاب فرمایا ہے۔ فرماتا ہے۔ سلام علی ابراہیم پھر فرمایا ائخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ اس کا ترجمہ حضور نے فرمایا ہے تم اس ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ لیکن اس کے نمونہ پر چلو اسی طرح حضور فرماتے ہیں۔

گو یا اس میں یہ سنت یا حکم ہے کہ حضرت مسیح موعود کو خود بھی اور آپ کی اولاد کو بھی جو اسماعیلی رنگ لگتی ہوگی۔ ایسے واقعات درپیش ہوں گے۔

پھر حضرت ابراہیم کے زمانہ کی یاد کو تازہ کر دیں گے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہم ان دو نثریں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو کہ سوسلہ احیاء میں ظاہر ہوئے اور جن کا تعلق عید الاضحیٰ سے بھی ہے اور ان دو نثریں سے بھی ہے کہ جن کی یاد میں یہ عید منانی عبادتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نادیاں کے ایک گناہ گاروں میں مبعوث ہوئے تھے جہاں پر کہ آپ کو ظاہری تعلیم بہت کم ملی تھی بلکہ وہ دیوبند لحاظ سے کچھ بھی سمجھتے نہ رکھتے تھے، لیکن جب آپ کی پشت ہوئی تو پھر آپ کا واسطہ علماء سے پڑھنا شروع ہوا ملک کے لوگوں سے بھی تھا۔ اسلئے فرمودی تھا کہ آپ عربی زبان پر اچھی طرح قادر ہوتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہی ذمہ داروں میں آپ کو عربی زبان سکھائی اور اللہ تعالیٰ کی عید الاضحیٰ کے موقع پر خدا تعالیٰ نے عید کا خطبہ عربی میں آپ کی زبان پر جاری فرمایا۔ اور دنیا پر ہونا بنا کر یاد کرنا حضرت خدا تعالیٰ نے ایک نذرہ اور فادہ مستحق ہے جو کہ اپنے برگزیدہ لوگوں کی ہر ممکن مدد کرتی ہے، بلکہ آپ کے ان مخالفین کو بھی زندان شکن قرار دیا جو کہ آپ پر یہ الزام لگاتے تھے کہ آپ عربی سے ناواقف ہیں۔ نیز خدا تعالیٰ نے اس موقع پر جو عید الاضحیٰ کی قربانی کی اصل روح آپ کو بتائی۔ اس کا ایک مختصر حصہ ہم درج ذیل کرتے ہیں

وہ عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح ہونے والوں کا نام قربانی رکھا گیا ہے کیونکہ جو شخص قربانی کو خدا صراحتاً خدا پرستی اور ایمان داری سے ادا کرتا ہے۔ وہ گویا خدا تعالیٰ کا قرب اور مطلقا کو حاصل کرتا ہے اور یہ قربانیاں شریعت کی تعلیم

عبادتوں میں سے ہیں۔ اسلئے قربانی کا نام عربی زبان میں نسکہ رکھا گیا ہے اور عربی زبان میں نسک کے معنی زمانہ بردی اور ننگ کے ہیں اسی طرح ان جانوروں کے ذبح کرنے پر بھی بولا جاتا ہے۔ جن کا ذبح کرنا مشرک ہو۔ پس یہ اشتراک جو ان معنوں میں پایا جاتا ہے اس سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی قربانیاں وہ ہیں جو اپنے نفس کو مع اس کی تمام خواہشوں اور پسندید اور مرغوب چیزوں کے خدائے کی دھنا جوتی کئے ذبح کر دیاں ہے دینی خدائے کی خاطر باکلیت ہر جاتا ہے

..... وہ عبادت جو آخرت کے خوارہ سے نجات دہنی ہے۔ وہ اس نفس نامہ کو ذبح کرنا ہے کہ جو برے کاموں کے لئے ہر وقت ان کو گناہ اور جرم دہنا ہوتا ہے۔ پس نفس کی نجات کے لئے یہ اذہ ضروری ہے کہ اسکو انقطاع الی اللہ کی چھری سے ذبح کر دیا جائے.....

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قربانیاں جو اسلام میں مردہ ہیں۔ وہ صرف اس مقصد کے لئے ہیں کہ وہ ہمیں اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے پارہ پارہ دھانی کر دے اور اسکو ہر نام کے بعد جو مقام ملتا ہوتا ہے اس کے لئے یہ بطور راہی کے ہیں۔ پس ہر کسب پر فرض ہے کہ وہ اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لئے ہر وقت اس نصب العین کو اپنا دین لڑو گے

(خطبہ اہامیہ مستطاب)

یعنی عید الاضحیٰ کے موقع پر چاہئے کہ تم نے یہ ایک عقیدہ اٹھان لیا کہ جس سے نہ صرف حضرت مسیح موعود کی صداقت و روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ یہ ہمارے ایمانوں کے اذیاد کا موجب ہے اور ہمیں اس راستہ میں جیکے قربانیاں صرف دینی رنگ اختیار کر گئی ہیں۔ قربانی کی اصل حقیقت سے روشناس کرتا ہے۔

(۱۲)

دوسرا عقیدہ ان نثران جو کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ کی یاد کو ہمارے لئے تازہ کرتا ہے۔ وہ بلوہ کا قیام اور اس

کا آباد کرنا ہے۔ کیونکہ جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام غیب ذی زرع زمین میں آباد ہوئے تاکہ وہ مومن پر بیت اللہ کی بنیاد رکھیں۔ اور اس طرح پر خدا تعالیٰ کے نام کے بلند کرنے کے لئے ایک مرکز بنائیں اسی طرح حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح اثنی عشری علیہ السلام نے ہضرت العزیز کے ذریعہ سے تقسیم ہند کے بعد ربوہ کی فیروز ذرع زمین میں اسلام کی اشاعت کے لئے ایک نئے مرکز کی بنیاد رکھی تھی۔ اور سلیمانیت ہات یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اثنی عشری علیہ السلام نے ہضرت العزیز کے لقب سے بھی یاد اسے۔ نہ صرف دو دعائی جانتی ہیں۔ بلکہ آپ کے حقیقی فرزند بھی ہیں۔ زنگویا آپ کی اس لکڑی سے حضرت اسماعیل سے بھی مماثلت ہے۔ اور یہ مشابہت اس رنگ میں ثابت کامل ہے۔ کہ آپ کے ذریعہ سے بھی ایک غیر ذی زرع دادی میں اسلام کی اشاعت کے لئے ایک مرکز کی بنیاد رکھی گئی۔

چنانچہ ذیل میں ہم حضور کی اس تقریر سے بعض اقتباس درج کرتے ہیں۔ جو آپ نے ربوہ کا افتتاح کرتے ہوئے بیان فرمایا اور اس مقدمہ پر روشنی ڈالی تھی کہ جو اس کے بنانے سے مطلوب تھا۔

حضور نے ان دعاؤں کی بار بار قنوت کے بعد جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی بنیاد رکھتے وقت خدا تعالیٰ سے مانگی تھیں۔ فرمایا۔

” انا ہم حضرت ابراہیم کی طرح اس وادی سے آب و گیاہ میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کے لئے ایک ایسی بستی کا بنیاد رکھ رہے ہیں جو کہ منصفہ کی طرح تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت قائم کرنے کا موجب ہوگی۔ یہ دولت ہے کہ مکہ منصفہ مکہ منصفہ ہی ہے۔ اور حضرت ابراہیم و ابراہیم ہی میں مگر بے وقت ہے وہ شخصوں کو جو یہ سمجھ کر کہ مجھے یہ درجہ حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے درود سے بے سببیک مانگنے سے گریز کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں وقت بوقت میں ہوں۔ اور وہ اپنے بندوں کو اپنے فضل سے نوازنا چاہے۔ قرآن کا کام سے کہ وہ انہا برتن بھی آگے کر دے۔

پھر حضرت امیر المؤمنین نے ربوہ کے افتتاح کے موقع پر ان تقریر کے بعد پانچ قربانیاں کیں۔ تاکہ جس طرح حضرت ابراہیم خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اسی طرح ہم سب بھی اسلام کی اشاعت کے مرکز ربوہ میں

اسلام کی عظمت کی خاطر ہر وقت قربانی کے لئے تیار رہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

” اب پانچ قربانیاں کی جائیں گی چار چاروں کو قتل پر اور ایک دست میں جو امرات کا اقتدار ہوگا کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے حکم کے ماتحت اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اور خدا نے ان کی قربانی قبول فرما کر بچے کی قربانی کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح اسلام کی عظمت کی خاطر ہم بھی اپنے بیٹوں کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔“ (خلاصہ تقریر حضرت امیر المؤمنین افضل مہ ہدیہ شہداء)

حضور کے ان الفاظ سے اس مقدمہ پر روشنی پڑتی ہے۔ جو درجہ کے لئے آئے ہیں اور اگر تکلف ماحول کو چھٹنے میں معسر تھی لیکن یہ کہ ہم بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کی طرح خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا میں بلند کرنے والے ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ سے خدا تعالیٰ کے اموروں کی آوازیں اسی ہی بے آب و گیاہ وادیوں سے ابھرتی رہیں ہیں جن میں جہاں ہر قسم کی دشمنی کے سامان نہیں ہوتے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا فضل اسی جو جگہوں کے ساتھ ہمیشہ شامل حال ہوتا رہتا ہے۔ اور دعائیت کے آب حیات کی بہریں متلاشیان حق کو اپنی غیر ذی زرع دادی سے ملی ہیں۔

الغرض عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب اپنی گونگی و خوشیوں کے ساتھ ہرچے مسلمان کو یہ عقیدہ اٹھانا چاہئے ہے کہ سلت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے اپنی جان و مال کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ یعنی عید حاجت احمدی کی توجہ خصوصیت کے ساتھ ان درشتوں کی طرف مرکوز کرنی ہے جن کا تعلق اس مبارک عید سے ہے۔ ان میں سے پہلا نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عرف میں ایک خطبہ کا جاری ہونا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ان کے صلوات فرماتے ہیں۔

” تم عید کو ہاری حاجت کے ساتھ یہ خاص خصوصیت کے ساتھ کہ آپ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک بڑا معجزہ دکھایا۔“ (خطبہ عید الاضحیٰ امیر المؤمنین)

دوسرا نشان حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک غیر ذی زرع دادی میں ربوہ کی بنیاد رکھنا ہے۔ جبکہ ہضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا کام ہے۔ اور اس مقصد کو عملی جامہ پہنانا ہے جن کا وہ حضرت مسیح موعود نے خلیفہ امیر میں پہلی کمر اپنے احوال و نفس کی قربانی سے عمل اسلام کی تباہی کی قربانی سے عمل اسلام کے حقیقی مطالب سے نازہ اٹھانے کی توفیق بخشے

سرزمینِ مستادیاں کا اولین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں جاری کرایا

آپ کے شاگرد خاص حکیم نظام جان کی زیر نگرانی تیار ہونے والی ادویات

تزیاقِ حبریاں

فی شیشی تین روپے

طلاءِ اکسیر

مردہ رگوں کو طاقت دیتا ہے۔ سو روپے

جنوبِ غنبری حصہ

سحارت غزیری خواہ کتنی ہی رہ چکی ہو اس کے استعمال سے عود کرتی ہے۔ بیس روپے

فولادی گولیاں

کمزور اعصاب کو قوت دینے اور نیا خون پیدا کرنے والی بہترین دوا۔ پانچ روپے

جنوبِ زوہام عشق

طاقت کی لائانی گولیاں

فی شیشی۔ چودہ روپے

مقوی دماغ گولیاں

دماغی کام کرنے والوں۔ دفتروں کے کارکنوں اور طالب علموں کے لیے بہترین نسخہ۔ ایک روپے

مقوی دانستِ منحن

دانتوں کو مضبوطی اور چمک بخشنے والا منحن

کمزور ادولے جان سوزھوں کو طاقت دیتا ہے۔ آٹھ روپے

استاذی المکرم حضرت مولانا نور الدین اعظم کا ارشاد تھا کہ مرغن سے کم سے کم قیمت لی جائے اور ہر طرح سے اس کی دلجوئی کی جائے۔ ہم ۱۹۱۱ء سے آپ کے مجربات کو صحیح اور حسن شکل میں پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آپ کی ہدایات اور چھوڑے ہوئے نقوش پر چلنے کی طاقت بخشنے اور ہماری تیار کردہ دواؤں میں اثر شفاء قائم و دائم رکھے۔ آمین

خاکسار حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ اول

صندلین پاؤدر

کمزوری جگر دور کرنے۔ خون صاف کرنے اور نیا خون پیدا کرنے کی بہترین دوا۔ فی شیشی۔ دو روپے

بچوں کی چونڈی

چھوٹے بچوں کے دستوں کو روکنے کی واحد دوا۔ فی شیشی بارہ آنے

مانع حمل گولیاں

ایک سال کیلئے حمل سے بچانے کے لئے ایک گولی۔ دو روپے

حبِ اطہر حصہ

مردہ بچے پیدا ہوتے ہوں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہوں۔ یا حمل گر جاتے ہوں۔ فی تولد و طہر روپیہ مکمل کورس کیا رہے تو لڑنے چودہ روپے

حبِ مفید النساء

ماہواری کی بے فائدگی کم یا زیادہ آنا۔ کمر نولوں اور کوبھوں کا درد اور دیگر عوارض کا مجرب علاج۔ فی کورس تین روپے

دوانی خاص

رحم کا گر جانا۔ آگے کو بوجھ بڑھنا۔ رحم کی سوزش اور رحم کی دیگر بیماریوں کا علاج۔ فی کورس تین روپے

اولادِ نرینہ

سوفی صدی لڑکا پیدا ہوتا ہے! صرف یو روپے

دوانی سیلان الرحم

لیکور یا کاسیاب علاج۔ تین روپے

حبِ ممان

بچے کو سولکھا بخار آنا ہو۔ ہڈیاں ہی ہڈیاں نکل آتی ہوں ان کے استعمال سے۔ صحت ہو جاتی ہے۔ فی شیشی سو روپے

میسٹر حکیم نظام جان اینڈ سنز کو برائوالہ

بابا کے جوڑے احمدیہ ماڈرن سٹور ربوہ سے خرید فرماویں

جلسہ سالانہ پرفادویان تشریف لے جائیے خواہشمند احباب اپنے پاسپورٹ بروقت، مناسب حق الخدمت پر نوانے کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ تیز آنریشنل، ٹائل ایسٹ وغیرہ کے پاسپورٹ اور ویزا کی تمام سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ ٹرانس ورلڈ ایجنسیز
 دلکش بلڈنگ (کارنر خوشحال اس اسٹریٹ) بالمقابل گرانڈ ٹول میلو ڈروڈ کوڑھی

تزیاق سل
 یہ دوا سل کے مادہ کو روکنے کے لئے اکیس کام دیتی ہے بے شمار لوگ اس دوائی کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ اس موذی مرض سے نجات حاصل کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر، اطباء کثرت سے اس دوائی کو مریضوں پر استعمال کر رہے ہیں۔ اس کا استعمال انٹریوں اور پھیپھڑوں پر سے سل کے اثر کو فوری دیکھ دیتا ہے۔ **دواخانہ خدمت حلق ربوہ**
 قیمت ایک ماہ کورس - /- ۱۰ روپے

بارہ سالہ بچہ کا راکھی خفانی مردانہ کردیوں کا شکل اور محراب علاج خواہی دہ سے برادر کئی دہائیوں سے علاوہ ازین صحت طلب اور رواج دل کی دھڑکن کام جانی کروریوں جلیوں کے بعد کرانہری چہرہ پر زردی خون پر اس میں دودھ نہ کرنا پر با حوریت عزیز کی کم ہوگی جو پیشاب بار بار آتا ہو۔ آکسیجینی استعمال قیمت پانچ روپے علاوہ محصول ایک آکسیجن فارمیسی کی نو یا کر آباد پورٹ کورس ۳۵۰ روپے

ایسٹرن پرفیو مری کمپنی
 کے مایہ ناز عطر سینٹ میر آئل
 میر ٹانگ اور مشربت شیراز
ربوہ کے
 ہر دوکان دار سے خریدیے

نئے فاؤنڈیشن بن خرید اور پرسم کے
 پرانے نظم مرتب کرانے کے لئے فاؤنڈیشن میں وقت سے مزید گنہگار میں تشریف لار خدمت کا مقصد ہے نیز ریوٹی مہریں بر زبان میں تیار کر جاتی ہے۔
فاؤنڈیشن بن ورکشاپ نیلنگنڈ لاہور
 تمام شدہ دوشہ سے خط و کتابت کریں

عیند کے لئے
عطر آدر سینٹ
 خریدتے وقت
امپیریل کیمیکل کمپنی ربوہ
 (ایسٹرن پرفیو مری کمپنی) کو یاد رکھیے!

پیرامونٹ میر آئل، گرتے بالوں کو روکتا ہے، ملنے کا پتہ پیرامونٹ پرفیو مری ورکس سیالکوٹ شہر

ضرورت آشتہ
 ایک محرز زمیندارہ خاندان کے ایک بائیس سالہ نوجوان لڑکے نے احمدی شہر کی ضرورت ہے خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں
 غ-ن- معرفت نظارت امور عامہ ربوہ - ضلع جھنگ

دیہاتی اور کم تعلیم یافتہ نوجوانوں کیلئے لکھنے
نور آسمانی
 (منظوم پنجابی)
 اس میں وحدت کے برعزت میں کاجا ہنوعوں میں دل پر طرب جواب دیا گیا ہے کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت فی جلد ۸ روپے
 پتہ یہ ہے یونانی دواخانہ کامل الشفا
 دودھ پر اسٹنہ بھانگا ڈال صلح سرگودھا
 حکیم غلام رسول تھیر چشم ساز

۵ فیصدی کمیشن
 ہماری خاص صلاحیت سالانہ سے منظور نام ہے۔ نئی تحقیقات سے سلسلہ طور پر تقویٰ بلو ناہت پر ہوگی ہے ہزاروں سائیکھٹ ہر روزیں قیمت ۲۰ روپے ۵/ - قیمت ایک میسر ۸۷/ روپے
 فوٹ - پیرامونٹ میٹریوں کے خریدار ہم سے حاصل کریں
 پتہ پیرامونٹ میٹریوں کے خریدار ہم سے حاصل کریں

تزیاق چشم
بیگم صاحبہ جو دھری ظفر اللہ خاں صاحب کی شہادت
 بیگم صاحبہ کے ایک عزیز بھائی نے فرماتے ہیں کہ یہ آپ کا سر بیگم صاحبہ نے استعمال کیا نہایت مفید ثابت ہوا۔ انہوں نے آپ کا سر استعمال کرنے سے قبل لاہور کے بہترین ڈاکٹروں سے علاج کروایا تھا۔ مگر ان کو اس قدر فائدہ کسی دوائی سے نہیں ہوا۔ ان کی خواہش ہے کہ آپ کو میں ان کا شکر یہ پہنچا دوں
 قیمت فی تولہ پانچ روپیہ علاوہ محصول ایک روپے
پتہ: مرزا صاحب بیگم صاحبہ تزیاق چشم جو علی منصف چنیوٹ

ربوہ میں سوپ فیکٹری کا مال
 مارکیٹ میں آگیا
 ربوہ میں ربوہ شہر کا بڑا گلاب مارکہ صاحب فرودخت ہونا شروع ہو گیا۔ صاحبی نہایت نظر اور ذمہ داری سے اس کا ہر ٹون سے سستا ہے شہر کے معززین اس کے عمدہ کرنے کے شہسٹیک دے دیے ہیں۔ اپنی صنعت کی جو صد اخراج کیے
 اپنے مال کو ترقی دینا آپ کا تو ہی فرض ہے۔
ایم شہر محمد سوپ فیکٹری گول بازار لاہور

فینسی زیورات
 مقامی اور بیرون احباب سونا چاندی کے فینسی زیورات حسب نفاذ عین وقت پر تیار کرنے کے لئے ہماری دواخانہ ترقی دکان کی خدمات حاصل کریں۔ پیشہ ورانہ دیکھنے کے شہسٹیکوں میں سے چند ایک نمونوں کے نام یہ ہیں۔
 (۱) جناب محمد خان صاحب مارکہ سیکرٹریٹ
 (۲) جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب
 (۳) ای۔ بی۔ ایس پھیرا سندھ (۳۰) جناب چوہدری غلام محمد صاحب سٹی سرگودھا سندھ (۴۰) جناب محمد علی صاحب پتہ پیرامونٹ میٹریوں کے خریدار ہم سے حاصل کریں
 (۵) جناب چوہدری محمد نور صاحب پتہ پیرامونٹ میٹریوں کے خریدار ہم سے حاصل کریں
 (۶) جناب محمد علی صاحب پتہ پیرامونٹ میٹریوں کے خریدار ہم سے حاصل کریں

اولاد زریعہ - ابتدائے حمل میں اسکے استعمال سے بچہ کا پیدائش وقت تک کورس دواخانہ نور الدین جو حال پتہ

زوجه رحمت - مردانہ طاقت کی خاص دوا - قیمت کورس ایک ماہ ۱۵ روپے، دواخانہ نور الدین - جو دھال بلڈنگ لاہور

آپ یا یوں ہوں اگر آپ عمر بیز کی کوئی پرانی فولو - عاتق عبد اللطیف مہر، فولو اور شہ پور میں رہتے ہیں تو ہرگز نہ جوار سیکرٹری آف نامہ روری ہے۔



اپنے سرمایہ سے



ذوہراناندہ اٹھائیے

اپنے مستقبل کی طرف سے ایمان اور اپنے ملک کی خوش حالی کا سامان

سرکاری تنظیمات میں روپیہ لگائیے جن سے آپ کو بھی زیادہ منافع حاصل ہوتا ہے اور آپ کے ملک کی ترقی میں بھی مدد ملتی ہے آپ اپنی بچت حسب ذیل تین نمکات میں لگا سکتے ہیں۔

پاکستان سیکورٹیز ٹرسٹ
ایچ ایس سال کی مدت کے لئے جس پر حسب ترتیب ۱۰ فیصد اور ۱۵ فیصد منافع ملتا ہے۔ رقم کی وصول آسان اور آپ کا سرمایہ محفوظ رہتا ہے۔

پوسٹل لائف انشورنس
بیماری، بیماری اور حادثوں کے لئے بیمہ پاسی لی بائیں ہے، قسطیں مختصر، منافع زیادہ



پوسٹ آفس سٹیوٹ بینک
صوت پر چلنے والے بینک اور پانچ کے بینکوں میں سب سے زیادہ محفوظ ہے۔ ۱۰ فیصد منافع ملتا ہے۔ رقم کی وصول آسان اور آپ کا سرمایہ محفوظ رہتا ہے۔



روپیہ بچانے اور منافع سے لگا سنے اپنے سٹیوٹ پوسٹ آفس سے پوری تفصیلات حاصل کیجئے

رحمت پلرز

جان بوجھ کر صنایع کردہ مردانہ فتووں کی بحالی کے لئے ایک کورس - لیکوریا سیلان الیم وغیرہ کے رنج کرنے پر دو کورس - تیجہ سنگر جنی نم معصرہ و انٹریوں کی سوزش کا سچ کاٹنا۔ پرانی جوش سچوں کو صحت مندانہ بنانے پر رنج کرنے پر تین کورس ۲۴ گولی قیمت ۲/۸ روپے

سفوف رحمت

صرف پوشیدہ امراض مردانہ کو رنج کرنے وافر ودر صالح خون پیدا کرنے میں اپنی نظیر ہے۔ استعمال کنندہ اللہ تعالیٰ اپنی صحت پر ناز کرے گا اور ہمیشہ تازگی و ناکامی سے نجات سے محفوظ رہے گا قیمت مکمل کورس ۳۱ روزہ ۳ روپے

سرمہ رحمت

رنگت میں سبز ہے - دھند - جالا - چھولا - بلبب دکن کے آنکھ کے پڑبال بلکین گونا - لکڑی - خارش - ناخونہ اور دیگر آنکھ کے صرف دو دفعہ کا استعمال ہی کافی ہے قیمت فی بوتل ۲/۲ روپے - قیمتیں علاوہ جمعہ ملنگ ملک ہیں بنیاد کردہ دواخانہ رحمت راولہ

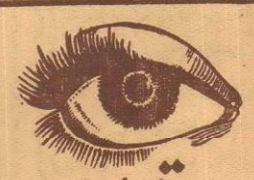
تعطیل

روز ۳۰ جولائی ویکہرکست کو حج اور عید الاضحیٰ کی تعطیل کی وجہ سے افضل شائع نہ ہو گا دیکھیں

مرکز احمدیت کا ادارہ راولہ

دواخانہ خدمت خلق راولہ

آپ کا قومی ادارہ ہے۔ جسے دینیائے طب کے ایک نہایت مقدس اور بے نظیر دماغ کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے۔ جس کی برکتوں سے ہر طلوع ہونے والے دن دواخانہ شہرت میں روز بروز اضافہ کا موجب بن رہا ہے۔ پاکستان اور دیگر ممالک سے خوشنودی کے خطوط وصول ہوا ہے۔ آپ کا قومی فرض ہے کہ اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ اور ہر قسم کی طبی ضروریات میں دواخانہ خدمت خلق کو یاد رکھیں!



موتی سرمہ

خارش - لکڑی - جالا - چھولا - پڑبال - دھند غبار - پلکیں گرنے کے لئے اکیر ہے قیمت فی بوتل ایک روپیہ

نوٹ: کیمیکل فارمیسی ۳۰ دیال گورنمنٹ روڈ راولہ

سرمہ مبارک - آنکھ کے جملہ امراض کا علاج، قیمت چھوٹی بوتلی ۱/۴ بڑی بوتلی ۲/۸

دواخانہ نور الدین جو دھال بلڈنگ لاہور